HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

امام غزالیؒ اور امام شاطبیؒ کے نظریات مقاصد شریعہ اور علوم مقاصد شریعت پر ان کے اثرات

The Thoughts of Imam al-Ghazali and Imam al-Shatibi on the Objectives of Sharia (Maqasid al-Sharia) and Their Impact on the Sciences of Maqasid al-Sharia

Muhammad Soban Sharjeel
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan
soban36375@gmail.com

Dr. Ashfaq Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan
aahmed@gudgk.edu.pk

Muhammad Bilal
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan
muhammadbilalapex624@gmail.com

Abstract

This study examines the intellectual contributions of Imam Abu Hamid Al-Ghazali and Imam Abu Ishaq Al-Shatibi to the theory and science of Maqasid al-Shariah, with particular emphasis on their impact on the systematic development of this discipline. The study adopts an analytical and comparative methodology to explore how Imam al-Ghazali laid the foundational theoretical framework of Maqasid by defining human interest (Masalih) as the core objective of Islamic law and by formulating the concept of the five essential objectives: the protection of religion, life, intellect, lineage, and property. Imam al-Ghazali further classified human interests into necessities, needs, and embellishments, thereby providing a structured hierarchy for legal reasoning within Usul al-Fiqh. Building upon these foundations, Imam al-Shatibi advanced Maqasid al-Shariah into an independent and coherent science through an inductive approach based on a comprehensive examination of the Qur'an and Sunnah. Imam al-Shatibi emphasized the universality, certainty, and centrality of Maqasid in Islamic legal interpretation, introducing key concepts such as the intent of the lawgiver (Qasd al-Shari') and the intent of the legally responsible individual (Qasd al-Mukallaf). The study concludes that while Imam al-Ghazali established the conceptual and theoretical basis of Maqasid theory, Imam al-Shatibi perfected it into a systematic methodological framework, making Maqasid al-Shariah a vital tool for both classical jurisprudence and contemporary Islamic legal thought.

Keywords: Maqasid al-Shariah, Imam al-Ghazali, Imam al-Shatibi, Masaleh, Usul al-Fiqh, Islamic Jurisprudence

موضوع کا تعارف: اسلامی شریعت محض اوامر و نواہی کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک جامع نظام حیات ہے جس کو ایک زبردست حکیم رب نے نازل کیا۔ جس کی بنیاد انسانی فلاح، اجتماعی عدل اور مصالح عامہ کے تحفظ پر قائم ہے۔ اسلامی شریعت کے احکام کے پس منظر میں کارفرما ان حکمتوں اور اغراض کو مقاصد شریعت کہا جاتا ہے۔ یہی مقاصد شریعت کے ظاہری احکام کو باطنی معنویت، فقہی استنباط کو حکمت اور اجتہاد کو اعتدال عطا کرتے ہیں۔ ابتداء میں اگرچہ فقہاء کے ہاں مقاصد اور مصالح کا تصور پایا جاتا تھا، مگر یہ مباحث زیادہ تر قیاس، علت اور مصلحت کے ضمن میں منتشر حالت پائے جاتے تھے۔ وقتاً فوقتاً جب فقہی پیچیدگیاں پیدا ہونے لگیں اور نصوص کے فہم میں وسعت کی ضرورت پڑی تو ساتھ ہی مقاصد شریعہ کو ایک منظم اصولی سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس علمی

CC BY

پس منظر میں امام ابو حامد الغزالیؒ نے اصول فقہ کے دائرے میں مقاصد شریعہ کو ایک واضح نظری سانچے میں ڈھال دیا۔ امام غزالیؒ نے شریعت کے مقاصد کو انسانی زندگی کے پانچ بنیادی کلیات یا ضروریات (حفظ دین، حفظ جان، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال) میں بند کر کے ی ثابت کیا کہ شریعت کے تمام احکام حقیقتاً انہی کلی مصالح کی حفاظت کے وضع کیے گئے ہیں۔ امام غزالیؒ کی پیش کردہ مصالح کی تقسیم (ضروریات، حاجیات اور تحسینیات) بعد کے مقاصدی مباحث کی اساس بنی۔ پھر بعد امام ابو اسحاق الشاطبیؒ نے امام غزالیؒ کے وضع کردہ نظری اصولوں کو مزید وسعت اور گہرائی عطا کی۔ امام شاطبیؒ نے پھر مقاصد شریعہ کو ایک مستقل اور باقاعدہ علمی نظام کی حیثیت دی۔ امام شاطبیؒ نے شریعت کو کلی طور پر مصالح کے حصول اور مفاسد کو دفع کرنے سے تعبیر کیا اور استقرائی منہج کے ذریعے یہ واضح کیا کہ مقاصد شریعت محض ظنی تصورات نہیں بلکہ قطعی اور کلی اصول ہیں۔ امام شاطبیؒ کی ایک ممتاز حیثیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے "قصد الشارع و قصد المکلف" جیسے دقیق تصورات متعارف کروائے اور شریعت کے فہم اور اس پر عمل کے مابین گہرے تعلق کو نمایاں کیا۔ زیر نظر موضوع میں امام غزالیؒ اور امام شاطبیؒ کے نظریات مقاصد شریعہ کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ کس طرح امام غزالیؒ نے علوم مقاصد شریعہ کی نظری بنیاد رکھی اور امام شاطبیؒ نے اسے ایک منظم، مربوط اور عملی علم کی صورت میں ڈھال دیا۔ اس تحقیق میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ ان دونوں ائمہ کی فکری کوششوں نے علوم مقاصد شریعت کو کس طرح فقہ قدیم سے نکال کر عصر حاضر کے اجتہادی مسائل کے حل کا مؤثر ذریعہ بنا دیا۔

امام ابو حامد الغزالیؒ کے نظریات مقاصد شریعہ

امام غزالیؒ کا مختصر تعارف

امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ (450 ھ/1058ء-505ھ/1111ء) خراسان کے شہر طوس (موجودہ ایران) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد پیشے سے اُونی کپڑا کاتتے تھے، اسی نسبت سے آپ "غزالی" کہلائے۔ ابتدائی تعلیم طوس اور جرجان میں حاصل کی، پھر نیشاپور میں امام الحرمین الجوینیؒ کے شاگرد بنے۔ فقہ، اصول، کلام اور فلسفہ میں کمال حاصل کیا اور 484ھ میں بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس مقرر ہوئے۔ کچھ عرصے بعد دنیاوی شہرت سے کنارہ کش ہو کر زہد و تصوف اختیار کیا اور کئی سال شام، بیت المقدس اور حجاز میں روحانی ریاضت میں گزارے۔ آخر عمر میں طوس واپس آئے اور تدریس و تصنیف میں مصروف رہے۔ امام غزالیؒ کی شخصیت ہمہ جہت تھی وہ بیک وقت فقیہ و اصولی، متکلم و مفکر اور صوفی و مصلح تھے، ان کی اہم تصانیف کے نام یہ ہیں، المستصفی، احیاء علوم الدین، تہافتہ الفلاسفہ، مقاصد الفلاسفہ اور الوسیط۔ آپ کو "حجۃ الاسلام" اور "مجدد صدی پنجم" کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؒ نے (505ھ/1111ء) میں طوس میں وفات پائی۔ آپ نے عقل و نقل، فقہ و تصوف اور شریعت و حکمت میں ایسا توازن قائم کیا جس کی مثال اسلامی فکر میں کم ملتی ہے۔

امام غزالیؒ کے نزدیک مقاصد شریعت کی تعریف

امام ابو حامد الغزالیؒ اصول فقہ اور اسلامی فکر کے ممتاز محقق تھے جنہوں نے المستصفیٰ سمیت دیگر تصانیف میں مقاصد شریعت کو ایک اصولی اور منظم نظریے کے طور پر پیش کیا۔ ان کے نزدیک شریعت کے تمام احکام مصالح عامہ یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ کے لیے مرتب کیے گئے ہیں، اور یہی مقاصد فقہی استدلال کی بنیاد ہیں۔ ان کا کہنا ہے،

" المصلحة هي المحافظة على مقصود الشرع ومقصود الشرع من الخلق خمسة أن يحفظ عليهم دينهم، ونفسهم، وعقلهم، ونسلهم، ومالهم، فكل ما يتضمن حفظ هذه الأصول الخمسة فهو مصلحة، وكل ما يفوت هذه الأصول فهو مفسدة، ودفعه مصلحة "۔[1]

ترجمہ: مصلحت سے مراد شریعت کے مقصود کا تحفظ ہے، اور شریعت کا مقصود انسانوں کے پانچ اصولوں کا تحفظ ہے: دین، جان، عقل، نسل اور مال۔ پس ہر وہ چیز جو ان پانچوں کی حفاظت کرے وہ مصلحت ہے، اور جو ان کے ضیاع کا باعث ہو وہ مفسدہ ہے، اور اس کو دور کرنا مصلحت ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ امام غزالیؒ کے نزدیک مقاصد شریعت وہ پانچ کلیات ہیں جن پر انسانی زندگی اور سماجی نظام قائم ہے۔ شریعت کے تمام احکام کا مقصد انہی پانچ کی حفاظت اور بقا ہے۔ یاد رہے یہی تعریف آگے چل کر "نظریہ مقاصد شریعت کی بنیاد بنی، امام غزالیؒ کے بعد آنے والے علماء اسی کو بنیاد بنا کر اس موضوع پر اپنی تحقیقات کو آگے بڑھایا اور اس کی مختلف جہات پر روشنی ڈالی۔

پانچ بنیادی مقاصد (کلیات خمسہ)

امام غزالیؒ نے ان پانچ بنیادی مقاصد کو ضروریات کے درجے میں رکھا (ان کو ضروریات خمسہ بھی کہا جاتا ہے) اور کہا کہ ان کے بغیر انسانی زندگی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا، وہ پانچ بنیادی مقاصد یہ ہیں ،

1۔ حفظ دین 2۔ حفظ نفس 3۔ حفظ عقل 4۔ حفظ نسل 5۔ حفظ مال[2]

1. حفظ الدین

یعنی دین کی حفاظت، امام غزالیؒ کے نزدیک اس مقصد شریعت کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام نے بعض احکام بندے کی دین کے تحفظ کیلئے مقرر کئے ہیں تاکہ ان احکام کو بجالانے سے اس کا دین محفوظ رہے، جیسے: شریعت نے بندے کے دین کی بقا کیلئے عبادات (نماز، روزہ، حج) کو فرض کیا اور ارتداد کی سزا اس لئے مقرر کی تاکہ اس کے دین کے بنیادی وجود کو بچایا جاسکے۔

2. حفظ النفس

یعنی جان کی حفاظت، اس کا مفہوم یہ ہے کہ متعدد اسلامی احکام میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ وہ احکام انسانی جان کی حفاظت اور اس کے ضیاع و نقصان کے اندیشے کو دور کرنے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں، مثال کے طور پر: قصاص و حدود کا نظام اسی لیے قائم کیا گیا تاکہ قتل ناحق کا سد باب کیا جاسکے اور حالت اضطرار میں جان بچانے کی غرض سے حرام (اکل میتہ وغیرہ) کھانے کی اجازت بھی اس مقصد کے تحت ہے۔

3. حفظ العقل

یعنی عقل کی حفاظت، اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے بعض اقدامات اس لئے ہیں کہ ان کی پابندے کرا کے لوگوں کو ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھا جائے جو ان کی عقل کیلئے مضر ثابت ہوتی ہیں یا عقل و شعور میں خلل کا باعث بنتی ہیں، جیسے: شراب اور منشیات کی حرمت اسی مقصد کے تحت ہے اور تعلیم و تعلم کی ترغیب بھی اسی مقصد کے پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔

4. حفظ النسل

یعنی نسل کی حفاظت، اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض اسلامی احکام کے مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان کے ذریعے نسل انسانی کی حفاظت کا خوب انتظام کیا گیا ہے، جیسے: ایسی پاکیزہ مقصد کے پیش نظر نکاح کو جائز اور زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور نسب کے تحفظ کے لیے حدود اور قوانین وضع کیے گئے ہیں۔

5. حفظ المال

یعنی مال کی حفاظت، اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ شرعی احکام و قوانین اس مقصد کے تحت مقرر کئے ہیں کہ ان کے ذریعے لوگوں کے مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے، جیسے: چوری کی سزا مقرر کی گئی تاکہ لوگوں کا مال محفوظ رہے اور معاملات مالیہ (بیع، اجارہ وغیرہ) میں اصول وضع کیے گئے اور کئی بیوع کو ممنوع قرار دیا گیا تاکہ لوگوں کے اموال ضائع نہ ہوں۔

امام غزالیؒ کے نزدیک مصالح کی اقسام

امام غزالیؒ نے مصالح کو مندرجہ ذیل تین درجوں میں تقسیم کیا ہے،

1۔ضروریات 2۔حاجیات 3۔تحسینیات[3]

ضروریات

یعنی وہ مصالح جن پر دین و دنیا کا قیام منحصر ہے، یعنی پانچ کلیات (دین، جان، عقل، نسل، مال)۔

حاجیات

یعنی وہ مصالح جو زندگی میں سہولت اور آسانی فراہم کریں، مثلاً سفر میں روزے کی رخصت، بیع سلم وغیرہ۔ اگر یہ نہ ہوں تو زندگی مشکل ہو جائے گی لیکن ختم نہیں ہو گی۔

تحسینیات

یعنی وہ مصالح جو زندگی کو مہذب اور خوشنما بنائیں، مثلاً لباس میں ستر پوشی، کھانے پینے کے آداب، صفائی وغیرہ۔ ان کے بغیر زندگی کا بنیادی ڈھانچہ قائم رہتا ہے لیکن معاشرتی خوبصورتی ضرور متاثر ہوتی ہے۔

مصلحت مرسلہ کے بارے میں امام غزالیؒ کی رائے

امام ابو حامد الغزالیؒ نے اصولِ فقہ میں "مصلحت مرسلہ" کو ایک معتبر اصول کے طور پر تسلیم کیا، جس سے مراد وہ مصالح ہیں جن کے حق میں شریعت میں کوئی صریح نص موجود نہ ہو، لیکن وہ شریعت کے عمومی مقاصد یعنی حفظ دین، نفس، عقل، نسل اور مال سے ہم آہنگ ہوں۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ،

" وَإِذَا فَسَّرْنَا الْمَصْلَحَةَ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَقْصُودِ الشَّرْعِ فَلَا وَجْهَ لِلْخِلَافِ فِي اتِّبَاعِهَا بَلْ يَجِبُ الْقَطْعُ بِكَوْنَا حُجَّةً"۔[4]

ترجمہ: اور جب ہم مصلحت کی تعریف اس طور پر کریں کہ وہ شریعت کے مقصود کی حفاظت کا ذریعہ ہو، تو پھر اس کے اتباع میں کسی اختلاف کی گنجائش باقی نہیں رہتی؛ بلکہ اس کے حجت ہونے پر قطعی طور پر یقین لازم آتا ہے۔

انہوں نے اس اصول کو فقہی استدلال میں استعمال کرنے کی مشروط اجازت دی، تاہم اس کی غیر محدود اطلاق پذیری کو رد کرتے ہوئے واضح کیا کہ مصلحت مرسلہ کو صرف اسی وقت دلیل بنایا جا سکتا ہے جب وہ: شریعت کے مقاصد کلیہ سے ہم آہنگ ہو۔ کسی نص قطعی یا اجماع سے متصادم نہ ہو۔ عقلی و شرعی معیار پر پرکھی گئی ہو۔ مفاسد کے غلبے کا اندیشہ نہ ہو۔ امام غزالیؒ کی یہ احتیاط اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ فقہی اصولوں میں اعتدال اور ضبط حدود کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک مصلحت کا استعمال فقہ میں اجتہادی بصیرت کا مظہر تو ہو سکتا ہے، مگر اس کی بنیاد پر شریعت کے اصولوں کو معطل یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

امام غزالیؒ کے نظریہ مقاصد کی علمی و اصولی اہمیت

امام غزالیؒ نے مقاصد شریعت کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا ہے علمی و اصولی لحاظ سے اس کی اہمیت مندرجہ ذیل امور سے ظاہر ہوتی ہے

- امام غزالیؒ نے فقہ کو محض ظاہری احکام کی بجائے مصلحت اور حکمت کے ساتھ جوڑا۔
- ان کا یہ نظریہ بعد میں آنے والے علماء (امام رازیؒ، عز بن عبد السلامؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ) کے لیے اساس بنا۔
- امام شاطبیؒ نے انہی اصولوں کو الموافقات میں زیادہ منظم اور فلسفیانہ بنیادوں پر پیش کیا۔

امام غزالیؒ نے اپنے دور میں فقہ اور اصولِ فقہ کو ایک نئی جہت بخشی۔ ان کے نزدیک شریعت کا مقصد صرف ظاہری اطاعت نہیں بلکہ انسانی زندگی کے پانچ بنیادی پہلوؤں کا تحفظ ہے۔ یہی تصور آج فقہ اسلامی میں کلیات خمسہ" کے نام سے معروف ہے۔ امام غزالیؒ کی یہ آراء نہ صرف شریعت کی حکمت کو اجاگر کرتی ہیں بلکہ عصر حاضر میں اجتہاد اور قانون سازی کے لیے ایک بنیادی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

امام شاطبیؒ کے نظریات مقاصد شرعیہ

امام شاطبیؒ کا مختصر تعارف

آپؒ کا پورا نام ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی ہے۔آپؒ زمانے کے مشہور فقیہ، مجتہد، مفسر، محدث، اصولی اور علوم عربیہ کے ماہر تھے۔فروعات میں امام مالکؒ کے پیروکار تھے۔آپؒ کے بلند فقہی مقام و مرتبے کے باوجود کتب سیر آپؒ کی تاریخ ولادت کے بارے میں خاموش دکھائی دیتی ہیں۔تاہم آپؒ کے استاد ابو جعفر احمد بن زیات (م:728ھ) کی تاریخ وفات سے اندازہ لگایا جائے تو آپؒ کی ولادت 720ھ کے قریب بنتی ہے۔آپؒ غرناطہ شہر میں پیدا ہوئے۔[5]

آپؒ کے بیٹے کی نسبت سے آپؒ کی کنیت ابو اسحاق کہلائی۔علماء سیر آپؒ کو مختلف القابات جیسے، الحافظ، الامام اور المحتھد وغیرہ سے پکارا ہے لیکن جو لقب آپؒ کی وجہ شہرت بنا وہ الشاطبیؒ ہے۔[6]

آپؒ کے اساتذہ میں ابن الفخار البیریؒ، ابوالقاسم البسطیؒ، ابو عبداللہ التلسمانیؒ، ابو عبداللہ المقریؒ، ابو سعید بن لبؒ، ابو جعفر الشقوریؒ، ابوالعباس القبابؒ اور عبداللہ الحفارؒ مشہور ہیں۔

آپؒ نے تفسیر، حدیث، فقہ واصول فقہ اور لغت سے متعلقہ جملہ علوم علماء غرناطہ ہی سے حاصل کیے اور یہیں درس وتدریس میں مصروف رہے۔آپؒ نے صرف، نحو، فقہ اور اصول و قواعد پر کئی کتب تحریر کیں۔آپؒ کی کتب میں سے شرح جلیل النحو، کتاب المجالس البیوع، الموافقات، شرح الفیہ، الاعتصام، عنوان الاتفاق فی علم الاشتقاق، اصول النحو مشہور کتب ہیں۔

آپؒ کی وفات آٹھ شعبان بروز منگل 790ھ کو غرناطہ میں ہوئی۔[7]

منہج

علامہ شاطبیؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے علم مقاصد شریعہ کو باقاعدہ موضوع بنایا اور اپنی کتاب الموافقات میں کتاب المقاصد کے عنوان سے الگ باب قائم کیا، جبکہ اس سے قبل علماء نے اس علم پر قیاس وعلت اور وصف ومصلحت کے ذیل میں ابحاث فرمائیں۔

آپؒ نے مقاصد و مصلحت کا مفہوم مقاصدی تقسیمات و مدارج، مقاصد میں ترجیحات اور مقاصد کے پہچان کے طریقے جیسے موضوعات پر تفصیلاً کلام کیا اور علم مقاصد شریعہ کی نئی جہات متعارف کروائیں، یہی وجہ ہے کہ آپؒ کو اس فن میں امام ثالث کا درجہ حاصل ہے۔

مقاصد شریعہ کا مفہوم

امام شاطبیؒ نے مقاصد شریعہ کی کوئی تعریف تو بیان نہیں کی بہر حال امامؒ کے مطابق شریعت اسلامیہ کا بنیادی مقصد مصالح کا حصول اور مفاسد کو دور کرنا ہے۔

چنانچہ امام شاطبیؒ اپنی کتاب الموافقات میں لکھتے ہیں کہ،

"ان وضع الشرائع انما هولمصالح العباد فی العاجل والآجل معا."[8]

ترجمہ: بے شک شریعت کے وضع کرنے کا مقصد فوری اور طویل المیعاد مصالح کا حصول ہے۔

مقاصد شریعہ کی تقسیم

امام شاطبیؒ نے مقاصد شریعہ کو بنیادی طور دو اقسام میں تقسیم کیا ہے،

- قصد الشارع
- قصد المکلف

امام شاطبیؒ الموافقات میں فرماتے ہیں کہ،

" والمقاصد التي ينظر فيها قسمان، احدهما يرجع الىٰ قصد الشارع والآخريرجع الىٰ المكلف.[9]

ترجمہ: مقاصد کے زیر نظر دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم لوٹتی ہے شارع کے قصد کی طرف اور دوسری قسم لوٹتی ہے مکلف کے قصد کی طرف۔

- **قصد الشارع**

امام شاطبیؒ قصد الشارع کی مزید چار اقسام بیان کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں،

1. قصد الشارع في وضع الشريعة ابتداء
2. قصد الشارع في وضع الشريعة للافهام
3. قصد الشارع في وضع الشريعة للتكليف بمقتضاها
4. قصد الشارع في دخول المكلف تحت احكام الشريعة.[10]

1۔قصد الشارع في وضع الشريعة ابتداء

اس سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو کام اپنے بندوں کے ذمہ لگائے مقرر کیے ہیں جنہیں شرعی اصطلاح میں تکالیف شرعیہ کہا جاتا ہے ان کا بنیادی مقصد دین و دنیا کے مصالح کا حصول ہے۔امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ،

"ان وضع الشرائع انما هولمصالح العباد فی العاجل والآجل معا."[11]

ترجمہ: بے شک شریعت کے وضع کرنے کا مقصد فوری اور طویل المیعاد مصالح کا حصول ہے۔

امام شاطبیؒ پھر مصالح کو مزید تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔جو کہ درج ذیل ہیں،

i. ضروریات

ii. حاجیات

iii. تحسینیات۔[12]

1)۔ضروریات

اس سے مراد وہ امور ہیں جن پر انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی موقوف ہے۔امام شاطبیؒ ضروریات کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ،

"فاما الضرورية: فمعناها انها لا بدمنها في قيام المصالح الدين والدنيا بحيث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنيا علىٰ استقامه، بل علىٰ فساد و تهارج وفوت حياة وفي الاخرىٰ فوت النجاة والنعيم والرجوع بالخسران المبين"۔[13]

ترجمہ: ضروریات، وہ مقاصد ہیں جو دین و دنیا کے مصالح کے لیے ناگزیر ہیں۔جن کی حیثیت یہ ہے کہ ان کے مفقود ہونے کی صورت میں دنیا کے مصالح استوار نہیں رہ سکتے۔بلکہ فساد و بدامنی اور انسانی زندگی کا ضیاع ہوگا۔اور خرت میں نجات اور جنت سے محرومی اور عظیم خسارہ لازم آئے گا۔

امام شاطبیؒ کے نزدیک ضروریات کی حفاظت ایجابی و سلبی دو پہلوؤں کے اعتبار سے ہے،اور ان کا دائرہ کار عبادات،عادات،معاملات اور جنایات سمیت تمام دائروں میں شامل ہے۔

امام صاحبؒ الموافقات میں فرماتے ہیں کہ،

"فاصول العبادات راجعة الىٰ حفظ دين من جانب الوجود، ---------- ترجع إلىٰ حفظ الجميع من جانب العدم۔[14]

عبادات کے اصول ایجابی پہلو سے حفاظت دین کی طرف لوٹتے ہیں جیسے،ایمان،کلمہ شہادت کا زبان سے ادا ہونا،نماز،زکوۃ،روزے اور حج وغیرہ۔اسی طرح عادات ایجابی پہلو سے نفس اور عقل کی حفاظت کی طرف لوٹتے ہیں جیسے،کھانے پینے کی اشیاء،لباس مکان اور ایسی ہی دوسری اشیاء کا حصول۔اور معاملات ایجابی پہلو سے نسل،نفس،مال اور عقل کی حفاظت کی طرف لوٹتے ہیں۔اسی طرح جنایات کے ذریعے سلبی پہلو سے ان تمام مقاصد خمسہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

ضروریات خمسہ

امام شاطبیؒ کے نزدیک ضروریات کی تعداد پانچ ہے،اور ان پانچوں ضروریات میں سے دین کو سب پر اولیت حاصل ہے۔

الموافقات میں فرماتے ہیں کہ،

"ومجموع الضروريات خمسة، وهي: حفظ الدين،والنفس،والنسل،والمال،والعقل"۔[15]

ترجمہ: مجموعہ ضروریات پانچ ہیں۔اور وہ ہیں،حفظ دین،حفظ نفس،حفظ نسل،حفظ مال اور حفظ عقل۔

2)۔حاجیات

حاجیات سے مراد وہ مصالح ہیں جو انسان کی زندگی میں آسانی پیدا کرنے اور مشکلات دور کرنے کے متعلق ہیں۔امام شاطبیؒ حاجیات کی تعریف میں درج ذیل لکھتے ہیں،

"وأما الحاجيات : فمعناها أنها مفتقر إليها من حيث التوسعة ورفع الضيق المؤدي الغالب إلىٰ الحرج والمشقة اللاحقة بفوت المطلوب، فاذا لم تراع دخل علىٰ المكلفين علىٰ الجملة، الحرج والمشقة، ولٰكنه لايبلغ مبلغ الفساد العادي المتوقع في المصالح العامة"۔[16]

ترجمہ: حاجیات کا معنی وہ مصالح جن کی ضرورت تنگی کو دور کرنے اور حرج و مشقت کو ختم کے لیے پیش آئے،اور اگر ان کی رعایت نا رکھی جائے تو مکلفین مشکل میں پڑ جائیں گے۔لیکن یہ فساد اس حد تک نا ہوگا جو ضروریات کو نظر انداز کرنے سے ہوگا۔

حاجیات کا دائرہ کار عبادات،معاملات اور جنایات تمام کو شامل کرتا ہے۔عبادات میں حرج کو دور کرنے کے لیے رخصتیں دی گئی ہیں،لہٰذا مریض اور مسافر کے لیے روزہ نا رکھنے کی اجازت،مرض کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت،سفر میں نماز قصر اور جمع بین الصلاتین کی اجازت اور تیمم کی اجازت وغیرہ شامل ہیں۔عادات میں بحری و بری شکار کی اجازت،حلال و پاکیزہ چیزوں کے استعمال ،لذیذ بعام،اچھا لباس،عالی شان رہائش،اچھی سواری رکھنے کی اجازت وغیرہ حاجیات میں سے ہیں۔معاملات و تصرفات کی وہ تمام صورتیں جو قیاس و قواعد کی رو سے ناجائز ہیں،لیکن حاجیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کو جائز قرار دیا گیا،جیسا کہ بیع،شراکت،مضاربت اور اجارہ کی مختلف اقسام جیسے بیع الوفاء،سلم،استصناع،مزارعت،مساقات اور کرایہ داری وغیرہ۔جنایات میں حاجیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو احکام دیے گئے ان میں قتل خطاء کی صورت میں عاقل پر دیت عائد کرنا،نامعلوم قاتل کی وجہ سے قسامت کا اصول اپنانا،مقتول کے ولی کو قصاص معاف کرنے کا حق دینا،شبہات کی بنا پر حدود ساقط کرنا اور طیزوں کو تلف کرنے کی صورت میں صناع کو ضامن قرار دینا وغیرہ۔یہ درج بالا تمام مصالح حاجیہ کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔

3)۔تحسینیات

تحسینیات کا تعلق اخلاق و عادات اور آداب زندگی سے ہے،امام شاطبیؒ نے تحسینیات کی تعریف اس طرح کی ہے کہ،

" واما التحسينيات؛ فمعناها الأخذ بما يليق من محاسن العادات، وتجنب المدنسات التي تأنفها العقول الراجحات، و يجمع ذالك قسم مكارم الأخلاق"۔[17]

ترجمہ: اور تحسینیات سے مراد یہ ہے کہ انسان تمام اچھی عادات اختیار کرے اور ناشائستہ حالتوں سے پرہیز کرے جن کی سلیم عقلیں نفی کرتی ہیں،اور اسے مکارم اخلاق کی قسم میں جمع کیا جاتا ہے۔

امام شاطبیؒ ضروریات اور حاجیات کی طرح تحسینیات کے دائرے میں عبادات،عادات،معاملات اور جنایات شامل کرتے ہیں۔

"ففي العبادات؛ كاذالة النجاسة۔ وبالجملة طهارات كلها۔---------- وفي الجنايات؛ كمنع قتل الحر بالعبد ، أو قتل النساء والصبيان والرهبان في الجهاد"۔[18]

پس عبادات میں نجاستوں سے بچنا تمام طہارتوں کے ساتھ، ستر چھپانا زیب وزینت اختیار کرنا شامل ہے۔اسی طرح نوافل، خیرات وصدقات اور قربانیوں وغیرہ کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا شامل ہے۔اسی طرح عادات میں کھانے پینے کے آداب، ماکولات ومشروبات میں جو نجس اور مکروہ ہیں ان سے اجتناب اور اسراف وبخل سے ممانعت کی ہدایات شامل ہیں۔اسی طرح معاملات میں نجس، مضر اشیاء، زائد پانی اور گھاس کی خرید وفروخت کی ممانعت، اور غلام کا شہادت اور امامت کے منصب کا سلب ہونا، اور عورت سے امامت کے منصب کا اور خود اپنے آپ سے نکاح کے حق کا سلب ہونا اور غلام کا آزادی اور اس کے متعلقات کو کتابت اور تدبیر کے ذریعہ طلب کرنا وغیرہ شامل ہیں۔اور اسی طرح جنایات میں غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے اور میدان جنگ میں عورتوں، بچوں اور راہبوں کے قتل کی ممانعت وغیرہ کے احکامات شامل ہیں۔

تکملات مصالح

شریعت کے بعض احکام وہ ہیں جن کو مذکورہ تینوں مدارج ضروریات، حاجیات اور تحسینیات کا تتمہ اور تکملہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

امام شاطبیؒ الموافقات میں ان ذکر کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں،

"فأما الأولىٰ؛ فنهوالتماثل في القصاص ؛ فانه لا تدعوا اليه ضرورة، ---------- وكذالك التحسينيات كالتكملة للحاجيات؛ فإن الضروريات هي اصل المصالح"۔[19]

ان میں جو سب سے پہلے ہے (ضروریات)، ان میں قیاص میں مماثلت کا لحاظ، عورت کے لیے نفقہ مثل، اجرت مثل اور مضاربت مثل مقرر کرنا، اجنبی عورت کو دیکھنے اور اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے کی ممانعت، تشابہات سے پرہیز، اذان وجماعت کی مشروعیت اور لین دین کے معاملات میں شہادتوں کو قائم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

اور دوسرا (حاجیات) جن میں نکاح میں کفو اور صغیرہ کے نکاح میں مہر مثل کا اعتبار کرنا، حالت مرض میں اور حالت سفر میں جمع بین الصلاتین کی اجازت وغیرہ کے احکامات شامل ہیں۔

اور تیسرا (تحسینیات) جن میں آداب طہارت کا خیال رکھنا، صدقات نافلہ میں پاک مال خرچ کرنا، عقیقہ اور قربانی وغیرہ میں سب سے بہترین جانور کا انتخاب کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ان تمام مثالوں کے پیش نظر حاجیات، ضروریات کا تتمہ ہوتی ہیں اور تحسینیات، حاجیات کا تکملہ ہوتی ہیں، جبکہ اصل مصالح ضروریات ہیں۔

2۔قصد الشارع في وضع الشريعة للافهام

اس سے مراد شریعت کے فہم کے لیے شارع کا قصد یا شارع کے مقاصد۔امام شاطبیؒ فہم شریعت کے حوالے سے شارع کے مقاصد میں دو مسئلوں کا ذکر کرتے ہیں،

I. إن هٰذه الشريعة المباركةعربية۔[20]
II. هٰذه الشريعة المباركةامية۔[21]

یعنی شریعت اسلامیہ کے مقاصد کی تکمیل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان دونوں کو سمجھ نالیا جائے۔یعنی یہ کہ قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا، یہی اس شریعت کا بنیادی مصدر ہے لہٰذا جس کو قرآن سمجھنا ہے وہ اسے عربی کی زبان کے حوالے سے سمجھے یہی پہلے مسئلے کا مقصد ہے۔اور جیسا کہ عربوں کی اکثریت امی تھی، آپ ﷺ خود بھی امی تھے، پس اللہ تعالیٰ نے عربوں کے حالات کے مطابق ان کے مصالح کے تحفظ کے لیے شریعت نافظ کی، دوسرے مسئلے کا اسی کے ساتھ تعلق ہے۔

3۔قصد شارع في وضع الشريعة للتكليف بمقتاها

اس سے مراد یہ کہ شریعت کے وضع کرنے میں شارع کا مقصد بندوں کو ان کی استطاعت کے مطابق مکلف بنانا ہے۔بندے انہی احکام کے مکلف ہیں جن کی ادائیگی پر وہ استطاعت رکھتے ہیں۔وہ احکام بندوں کی قدرت سے باہر ہوں تو بندے یعنی مکلف اس کا ذمہ دار نہیں۔امام شاطبیؒ مکلفین کی ذمہ داریاں جنہیں اصطلاح میں "التکلیف الشریعہ" کہا جاتا ہے، کی حدود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ،

"ثبت في اصول أن شرط التكليف أوسببه القدرة علىٰ ال،كلف به ، فمالا قدرة للمكلف عليه ل يصح التكليف به شرعا وإن جاز عقلا"۔[22]

ترجمہ: علم الاصول میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تکلیف کی شرط یا اس کا سبب مکلف کی قدرت ہے۔جس کام پر مکلف کی قدرت نہ ہوگی، ایسے کام کی شرعاً تکلیف درست نہ ہوگی خواہ وہ عقلاً جائز ہو۔

اسی حوالے سے امام شاطبیؒ الموافقات میں فرماتے ہیں کہ

"فالأوصاف التي طبع عليها الانسان كاالشهوة الىٰ الطعام ---------- تلك الأوصاف مما هو داخل تحت الإكتساب"۔[23]

امام شاطبیؒ تکلیف مالا یطاق میں ایسے اوصاف بھی شامل کرتے ہیں جو انسان کی طبیعت میں شامل ہے لیکن انسان ان پر قدرت نہیں رکھتا۔جیسے کھانے پینے کی خواہش کو ختم کرنا مطلوب نہیں ہے۔اسی طرح بدنما جسم والے سے اسے خوبصورت بنانے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا اور نا ہی کسی ایسے نقص کو پورا کرنے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے جو انسان کے بس میں نہ ہو۔ایسی چیزوں کا شارع کا شارع نے نا مطالبے کا قصد کیا اور نہ ان سے نہی کا، بلکہ ناجائز امور کی طرف جھکنے پر نفس کو دبانے اور جائز چیزوں کی طرف اعتدل کی حد تک پہنچانے کا مطالبہ کیا ہے اور یہ اوصاف ان چیزوں میں سے ہیں جو انسان کے کسب کے تحت داخل ہیں۔اسی طرح کسبی اعمال کے حوالے سے امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ، کسبی اعمال وہ ہیں جن پر عمل پیرا ہونا مکلف کے لیے ممکن ہے اور ان تمام افعال کی انجام دہی مکلف سے مطلوب ہے، قطع نظر اس سے کہ یہ افعال فی نفسہ مطلوب ہیں یا کسی دوسرے فعل کے لیے مطلوب ہیں۔جیسا کہ الموافقات میں ہے کہ،

"ما كان داخلاًكسبه قطعاً ---------- أكانت مطلوبة لنفسها أم لغيرها"۔[24]

اسی طرح امام صاحبؒ مشتبہ اعمال کے بارے میں کہتے ہیں کہ مشتبہ اعمال کبھی تو کسبی معاملات میں شمار ہوتے ہیں اور کبھی تکلیف مالایطاق میں شمار ہوتے ہیں۔ مکلف پر جب مشتبہ امور میں سے یہ واضح ہو جائے کہ یہ تکلیف مالایطاق میں سے ہیں تو وہ ان کا ذمہ دار نہیں ہے تاہم اگر ان کا شمار کسبی معاملات میں ہو تو انسان ان کا مکلف ہوگا اور اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ ان کی انجام دہی کرے، جیسا کہ الموافقات میں ذکر ہے کہ،

"ما قد يشتبه أمره، كالحب والبغض وما في معناها؛ فحق الناظر فيها أن ينظرفي حقائقها ، فحيث تثبت له من القسمين حكم عليه بحكمه"۔[25]

جہاں تک تعلق ہے ان اعمال کا جن کا تعلق تکالیف شاقہ وشدیدہ کے قبیل سے ہے ان کے حوالے سے امام شاطبیؒ کہتے ہیں کہ بلاشبہ شارع نے تکالیف شاقہ وشدیدہ کا قصد نہیں کیا۔ اس ضمن میں امام شاطبیؒ نے کئی آیات قرآنیہ سے استشہاد کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ احکام کی بجاآوری میں مشقت کا وجود نہیں پایا جاتا، کیونکہ شریعت میں اگر سختی ہوتی تو اس پر عمل مشکل ہو جاتا، اور شریعت میں تناقض و اختلاف واقع ہو جاتا جو منع ہے۔ جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ شریعت نرمی و آسانی پر وضع کی گئی ہے۔ تاہم شریعت کے احکام پر عمل درآمد کرنے میں جو محنت کرنی پڑتی ہے وہ مشقت نہیں وہ مشقت نہیں ہے۔ جیسا کہ، طلب معاش کے لیے کام کرنا مشقت میں نہیں ہے، کیونکہ عادی امور میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جن پر عمل سے پیدا ہونے والی مشقت کا فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہوتا بلکہ اہل دانش اور عادی حضرات ایسے عمل کو جس میں وقفہ کرنا پڑے سستی کا نام دیتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ تجاکیف کے سلسلے میں عادات کی یہی صورت ہے۔ اسی حوالے سے امام شاطبیؒ الموافقات میں فرماتے ہیں جو کہ ذیل میں درج ہے کہ،

"ولو كان شارع قاصداً للمشقة في التكليف ---------- فيذمونه بذالك"۔[26]

4۔ قصد الشارع فی دخول المکلف تحت احکام الشریعۃ

اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ بندوں کا کوئی کام ایسا نہیں جو احکام شریعت کے دائرہ کار میں نا آتا ہو۔ بندوں کے تمام افعال، احساسات، ارادی و غیر ارادی اعمال سب شریعت کے ماتحت ہیں۔ جو کوئی شریعت پر عمل کرے گا اسی انعام واکرام سے نوازا جائے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ سزاوار ٹھہرے گا۔ مکلف کو احکام شریعت کا ماتحت کرنے میں شریعت کا بنیادی مقصد یہ ہے ک بندے خواہشات نفسانی کے پیچھے لگنے سے بچ جائیں اور وہ اللہ کے اختیاری طور پہ بندے بن جائیں۔ اسی ضمن میں امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ،

" المقصد الشرعي من وضع الشريعة اخراج المكلف عن داعية هواه ؛ حتىٰ يكون عبداً لله اختياراً، كما هوا عبداً لله اضطراراً "۔[27]

ترجمہ: وضع شریعت سے شرعی مقصد مکلف کو اس کی خواہشات کے داعیہ سے نکالنا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اختیاری طور پر بھی اللہ کا بندہ بن جائے جیسا کہ وہ اظطراری طور پر اللہ کا بندہ ہے۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ نصوص صریحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اللہ کے اوامر و نواہی میں داخل ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اللہ کے حکم کی مخالفت سے روکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے دنیا اور آخرت میں سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ جیسا کہ الموافقات میں ہے کہ،

" النص الصريح الدال علىٰ أن العباد خلقوا للتعبد لله ---------- والعذاب الآجل في الدار الآخرة "۔[28]

امام شاطبیؒ کے نزدیک خواہشات نفسانی وحی کی زد ہیں۔ اور امام شاطبیؒ نے خواہشات نفس کی پیروی کو دینی و دنیوی مصالح کے منافی قرار دیا ہے، اور یہ بات دیرینہ عادات و تجارب سے لوگوں کے ہاں معروف ہے۔ اسی لیے سب لوگوں نے خواہشات کی پیروی سے روک دیا اور اس کا نام انہوں نے سیاست مدنیہ۔ گویا اس پر عقل و نقل دونوں کا اجماع ہے۔ اسی حوالے سے الموافقات میں مذکور ہے کہ

،

" ما علم بالتجارب والعادات من أن المصالح الدينية والدنيوية ---------- قد توارد النقل والعقل علىٰ صحة في الجملة "۔[29]

امام شاطبیؒ نے مکلف کے افعال کے ضمن میں چند قواعد بھی بیان کیے ہیں مثلاً،

1) " أن كل عمل كان المتبع فيه الهوى بإطلاق من غير التفات إلىٰ الأمر أو النهي أو التخيير؛ فهو باطل بإطلاق"۔[30]

جو عمل بھی محض خواہش کے اتباع کے طور پر کیا جائے اور اس میں امر و نہی یا تخییر کا لحاظ نا رکھا جائے وہ علیٰ الاطلاق باطل ہے۔

2) " أن اتباع الهوى طريق إلىٰ المذموم وإن جاء في ضمن المحمود؛ لأنه اذا تبين أنه مضاد بوضعه لوضع الشريعة؛ فحيثما زاحم مقتضاها في العمل كان مخوفا "۔[31]

خواش کی اتباع مذموم راستہ ہے، خواہ یہ محمود کے ضمن میں آتا ہو۔ کیونکہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ اس کی وضع شریعت کی وضع سے متصادم ہے تو عمل کے دوران جہاں کہیں اس کے مقتضی سے ٹکراؤ ہوگا وہ خطرناک ہوگا۔

3) " أن اتباع الهوى في الاحكام الشريعة مظنة لأن يحتال بها علىٰ اغراضه فتصير كالآلة المعدة لاقتناص اغراضه؛ كالمرائي يتخذ الأعمال الصالحة سلماً لما في أيدي الناس"۔[32]

احکام شریعت کی تکمیل کے دوران خواہش کی اتباع اپنی اغراض کا حلیہ ہے، جیسا کہ ریاء کار لوگ دوسروں کو دکھانے کے لیے اعمال صالحہ کو درست طریقے پر سرانجام دیتے ہیں۔

امام شاطبیؒ اس نوع کے تحت مقاصد کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک مقاصد اصلیہ اور دوسرے مقاصد تابعہ۔

" المقاصد شرعية ضربان: مقاصد اصليه ، و مقاصد تابعة"۔[33]

مقاصد اصلیہ وہ ہیں جن میں مکلف کی مرضی کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسا کہ ضروریات خمسہ وغیرہ۔

پھر مقاصد اصلیہ ضروریہ کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک ضروریہ عینیہ اور دوسری قسم ضروریہ کفائیہ۔

" لكنها تنقسم إلىٰ ضرورية عينية ، و إلىٰ ضرورية كفائية "۔[34]

مقاصد تابعہ کے ضمن میں الموافقات میں مذکور ہے کہ،

" فأما المقاصد التابعة؛ فهي التي روعي فيها حظ المكلف ، فمن جهتها يحصل له مقتضى ما جبل عليه من نيل الشهوات ، والاستمتاع بالمباحات، وسد الخلات "۔[35]

مقاصد تابعہ وہ ہیں جن میں مکلف کی دلچسپی اور مرضی کا دخل ہوتا ہے اور خواہشات کے حصول، مباحات سے فائدہ اٹھانے اور حاجات کو پورا کرنے سے متعلق ہوتے ہیں اور مکلف ان کو اپنی کوشش کے مطابق حاصل کرتا ہے۔

- **قصد المکلف**

قصد المکلف سے مراد بندے کا ارادہ، نیت اور مقصد وغیرہ ہے۔ مکلف کی تکلیف شرعی کے حوالے سے مقاصد ایسا موضوع ہے جس پر امام شاطبیؒ نے اختتام پر بحث کی اور اس کے ضمن میں بارہ مختلف مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر امام شاطبیؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ،

" إن الاعمال بالنيات، والمقاصد معتبرة في التصرفات من العبادات والعادات ..... كالسجود لله أو للصنم"۔[36]

وہ فرماتے ہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور مقاصد میں عبادت اور عام تصرفات میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ عبادات اور عادات کے الگ الگ مقاصد ہیں پھر عبادات میں واجب اور غیر واجب کے مقاصد میں فرق ہے۔ جبکہ عادات میں واجب، مندوب، مباح، مکروہ، حرام، صحیح، فاسد وغیرہ کے احکام میں فرق ہے۔ ایک ہی کام میں اگر درست نیت ہو تو وہ عبادت بن جاتا ہے، اور اگر نیت درست نا ہو تو وہ عبادت نہیں رہتا۔ جیسا کہ سجدہ اگر اللہ رب العالمین کے لیے کیا جائے تو وہ عبادت ہے اگر بت کے لیے کیا جائے تو کفر بن جاتا ہے۔

مکلف کے قصد کے بارے میں امام شاطبیؒ دوسرے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مکلف کا قصد شریعت کے قصد کے موافق ہونا چاہیے۔ کیونکہ شریعت بندوں کے مصالح کی تکمیل کے لیے بنائی گئی ہے اور مکلف سے مطلوب صرف یہ ہے کہ وہ اپنے افعال میں اسی کے مطابق چلے اور شارع کے قصد کے خلاف قصد نہ کرے۔ مکلف کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اور اسی پر دنیا اور آخرت میں بدلہ ملتا ہے۔ جیسا کہ الموافقات میں ہے کہ،

" قصد الشارع من المكلف أن يكون قصده ..... فينال بذٰلك الجزاء في الدنيا والآخرة "۔[37]

لہٰذا مکلف کو چاہیے کہ شریعت کے مشروع احکام پر عمل کرے اور جس نے تکالیف میں خلاف مشروع چیز تلاش کی تو اس کا عمل باطل ہے، اسی حوالے سے الموافقات میں ہے کہ،

" فمن البتغى في التكاليف مالم تشرع له ؛ فعمله باطل "۔[38]

امام شاطبیؒ نے شارع اور مکلف کے قصد کے مابین موافقت اور مخالفت کے مختلف احوال بھی بیان فرمائے ہیں مثال کے طور پر،

- جب مکلف کا عمل شارع کے حکم کے موافق ہو قصداً اور فعلاً، اس حالت کے صحیح ہونے پر کوئی اشکال نہیں، جیسا کہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ کی ادائیگی، معروفات پر عمل کرنا اور منہیات سے بچنا۔
- دوسری حالت یہ ہے کہ جب مکلف کا عمل قصداً اور فعلاً شارع کے حکم کے منافی ہو۔ اس حالت کے باطل ہونے پر کوئی اشکال نہیں۔ جیسا کہ واجبات کو ترک کرنا اور محرمات کا ارتکاب کرنا۔
- تیسری حالت یہ ہے کہ مکلف کا عمل تو شارع کے حکم کے موافق ہو لیکن قصد حکم کے منافی ہو اور وہ اس کو جانتا نہ ہو، اس سے بندہ اگرچہ گناہ گار ہوتا ہے لیکن اس سے مصلحت فوت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرنے والا یہ گمان کر رہا ہو کہ وہ کسی اجنبی عورت سے صحبت کر رہا ہے یا کوئی جلاب پینے والا یہ گمان کرے کہ وہ شراب پی رہا ہے۔ الموافقات میں امام شاطبیؒ ان کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ،

" أن يكون موافقاً و قصده موافقة ..... و شارب الجلاب ظاناً أنه خمر"۔[39]

درج بالا صورت کے ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ مکلف کا فعل تو شارع کے حکم کے موافق ہو اور اس موافقت کو جاننے کے باوجود اس کا قصد شارع کے حکم کے خلاف ہو۔ اس صورت کے باطل ہونے میں اجماع ہے۔ جیسا کہ ریاء کاری کے لیے نماز پڑھنا اور دیگر عبادات سرانجام دینا وغیرہ۔

- چوتھی صورت یہ ہے کہ مکلف کا عمل شارع کے حکم کے منافی ہو جبکہ قصد شارع کے حکم کے مطابق ہو اور مکلف کو اس مخالفت کا علم بھی ہو تو یہ قرآن و سنت کے اعتبار سے مذموم ہے۔ جیسا کہ دین میں نئی نئی بدعات نکالنا وغیرہ۔

الموافقات میں اسی حوالے سے ذکر ہے کہ،

" والقسم الرابع أن يكون الفعل أو الترك مخالفاً ..... فهو مذموم حسبما جاء في القرآن و السنة "۔[40]

درج بالا چوتھی صورت کت ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ مکلف کا عمل شارع کے حکم کے منافی ہو جبکہ قصد شارع کے حکم کے مطابق ہو اور مکلف کو اس مخالفت کا علم نہ ہو، تو اس صورت میں عبادات میں جہالت کو نسیان پر مرتب کیا جائے گا۔ جبکہ معاملات میں وہ دانستہ کام کرنے والا شمار ہوگا۔ الموافقات میں مذکور ہے کہ،

" أحدهما: كون القصد موافقاً ؛ فليس بخالف ..... والثاني كون العمل مخالفاً "۔[41]

اس مسئلے میں امام شاطبیؒ نے تعارض کی وجوہ کے مختلف قواعد بھی بیان کیے ہیں۔ امام شاطبیؒ نے مکلف کے مقاصد کو مسئلۃ الحیل کے ساتھ مکمل کیا ہے۔ اس بحث میں امام شاطبیؒ نے احکام شرعیہ کی تحلیل کی ہے اور ضروری احکامات کی وضاحت فرمائی۔

خلاصہ کلام

امام شاطبیؒ نے علم مقاصد شریعہ کو نئی جہات بخشیں اور اس علم کو واضح انداز میں پیش کیا۔ امام شاطبیؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے مقاصد شریعہ کے علم کو باقاعدہ موضوع بنایا۔ اپنی معرکۃ الآراء کتاب الموافقات میں کتاب المقاصد کے عنوان سے سات سو سے زائد صفحات پر مشتمل باب قائم کیا۔ امام شاطبیؒ نے امام غزالیؒ کے قائم کردہ نظری بنیاد پر علوم مقاصد شریعہ کو ایک مستقل اور منضبط علمی نظام کی شکل دی۔ انہوں نے استقرائی منہج کے ذریعے مقاصد شریعہ کی قطعیت اور کلیت کو ثابت کیا اور "قصد الشارع و قصد المکلف" جیسے تصورات کے ذریعے شریعت کے فہم، نیت اور عمل کے باہمی تعلق کو واضح کیا۔ اس منہج نے اجتہاد کو مقاصدی بنیاد فراہم کی اور شریعت کو زمان و مکان کے تغیر کے ساتھ قابل اطلاق بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ الغرض امام شاطبیؒ کو امام جوینیؒ اور عز بن عبد السلامؒ کے بعد اس فن میں امام ثالث کا درجہ حاصل ہے اور آپؒ بعد کے علماء میں شیخ المقاصدین کے لقب سے مشہور ہیں۔

علوم مقاصد شریعہ پر امام غزالیؒ کے اثرات

امام غزالیؒ نے علوم مقاصد کو فکری و اصولی بنیاد فراہم کی۔ اگرچہ انہوں نے مقاصد کو ایک مستقل علم کے طور پر مرتب نہیں کیا، تاہم ان کی خدمات بعد کے تمام مقاصدی مباحث کی سمت کا تعین کرتی ہیں۔

مقاصد اور اصول فقہ

امام غزالیؒ نے پہلی مرتبہ واضح انداز میں یہ اصول قائم کیا کہ،

"شریعت کے تمام احکام کا اصل مقصد مصالح عامہ کا تحفظ ہے"

"فقہی احکام محض ظاہری اطاعت کے لیے نہیں بلکہ حکمت و مصلحت سے جڑے ہوئے ہیں"

ان اصولوں سے فقہ جامد قواعد سے نکل کر مقاصدی فکر کی طرف منتقل ہوئی۔

کلیات خمسہ

امام غزالیؒ نے دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ کو شریعت کے مرکزی و قطعی مقاصد قرار دیا۔ یہی نظریہ بعد میں امام رازیؒ، عز بن عبد السلامؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیم اور خاص طور پر امام شاطبیؒ کے ہاں مزید ارتقاء پذیر ہوا۔

مصالح کی تقسیم

"ضروریات، حاجیات اور تحسینیات کی تقسیم نے مقاصد کی درجہ بندی متعین کی"

"مصالح کی اسی تقسیم پر فقہی ترجیحات کی بنیاد پڑی"

مصلحت مرسلہ کا استعمال

امام غزالیؒ نے مصلحت مرسلہ کے استعمال کے دو اصول متعین کیے، بعد میں یہ اصول مقاصدی اعتدال کی بنیاد بنے۔

"امام غزالیؒ نے مصلحت مرسلہ کو مطلق آزادی نہیں دی"

"امام غزالیؒ نے مصلحت مرسلہ کو نصوص اور مقاصد کلیہ کے تابع رکھا"

امام غزالیؒ علوم مقاصد شریعہ کے فکری معمار ہیں جنہوں نے اس علم کے لیے نظری بنیاد، اصولی زبان اور کلی تصور فراہم کیا۔

علوم مقاصد شریعہ پر امام شاطبیؒ کے اثرات

امام شاطبیؒ نے امام غزالیؒ کی رکھی ہوئی بنیاد پر علوم مقاصد شریعہ کو ایک مکمل، منظم اور خود مختار علم میں تبدیل کر دیا۔

مقاصد بطور مستقل علم

امام شاطبیؒ پہلے عالم ہیں جنہوں نے المقاصد پر مستقل ابواب، واضح منہج اور جامع قواعد مرتب کیے۔ یوں مقاصد، اصول فقہ کا ذیلی باب نہیں رہے، بلکہ اجتہاد کی اساس بن گئے۔

قصد الشارع اور قصد المکلف کی تقسیم

امام شاطبیؒ کی یہ تقسیم،

"نیت، عمل اور حکم کے تعلق کو واضح کرتی ہے"

"عبادات، معاملات اور سیاست شرعیہ میں مقاصدی توازن قائم کرتی ہے"

یہ تصور جدید فقہی مباحث میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

منہج

امام شاطبیؒ کا منہج استقرائی منہج اختیار کیا۔

"امام شاطبیؒ نے پورے قرآن و سنت کا کلی مطالعہ کیا"

"امام شاطبیؒ نے جزئی نصوص کو کلی مقاصد کے تابع کیا"

اس سے مقاصد کو قطعی حیثیت حاصل ہوئی اور شریعت میں تضاد کے اشکالات حل ہوئے۔

تکلیف، استطاعت اور آسانی کا مقصدی تصور

امام شاطبیؒ کے نزدیک،

"شریعت مشقت کے لیے نہیں بلکہ شریعت اعتدال، سہولت اور انسانی فطرت کے مطابق ہے"

یہ اصول جدید فقہ الاقلیات، جدید قانون سازی اور اسلامی فلاحی ریاست کے مباحث میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

امام شاطبیؒ علوم مقاصد شریعت کے مکمل بانی ہیں، جنہوں نے اسے تینوں (نظری، عملی، منہجی) سطحوں پر مستحکم کیا۔

خلاصہ بحث

امام ابو حامد الغزالیؒ اور امام ابو اسحاق الشاطبیؒ کے نظریات مقاصد شریعہ کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے تاکہ علوم مقاصد شریعہ کی فکری تشکیل اور منہجی ارتقاء میں ان دونوں ائمہ کے کردار کو واضح کیا جا سکے۔ مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مقاصد شریعت اسلامی قانون کی محض ضمنی جہت نہیں بلکہ اس کی فکری اساس اور عملی روح ہیں، جن کے بغیر شریعت احکام کا جامع فہم ممکن نہیں۔

تحقیق کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالیؒ نے مقاصد شریعہ کو اصول فقہ کے دائرے میں ایک واضح نظری صورت عطا کی۔ انہوں نے مصلحت کو شریعت کے بنیادی مقصد کے طور پر متعین کرتے ہوئے کلیات خمسہ اور مصالح کی درجہ بندی کے ذریعے فقہی استنباط کے لیے ایک منظم فکری فریم ورک فراہم کیا۔ اس طرح امام غزالیؒ نے فقہ کو محض نصوص کے ظاہری فہم تک محدود رکھنے کے بجائے انسانی فلاح اور حکمت تشریع سے مربوط کر دیا۔

دوسری جانب امام شاطبیؒ نے امام غزالیؒ کے قائم کردہ نظری بنیاد پر علوم مقاصد شریعہ کو ایک مستقل اور منضبط علمی نظام کی شکل دی۔ انہوں نے استقرائی منہج کے ذریعے مقاصد شریعہ کی قطعیت اور کلیت کو ثابت کیا اور "قصد الشارع و قصد المکلف" جیسے تصورات کے ذریعے شریعت کے فہم، نیت اور عمل کے باہمی تعلق کو واضح کیا۔ اس منہج نے اجتہاد کو مقاصدی بنیاد فراہم کی اور شریعت کو زمان و مکان کے تغیر کے ساتھ قابل اطلاق بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالیؒ اور امام شاطبیؒ کے نظریات ایک دوسرے کے متقابل نہیں بلکہ ایک ہی فکری تسلسل کی تکمیل ہیں۔ امام غزالیؒ علوم مقاصد کے نظری معمار ہیں جبکہ امام شاطبیؒ اس کے منہجی اور عملی تکمیل کنندہ ہیں۔ ان دونوں ائمہ کی مشترکہ علمی کاوشوں نے مقاصد شریعہ کو کلاسیکی فقہ سے نکال کر عصر حاضر کے اجتہادی اور قانونی مباحث کے لیے ایک مؤثر اور قابل اعتماد علمی بنیاد فراہم کی، جو آج بھی اسلامی فقہ کی تجدید اور تطبیق میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

کتابیات

- ابو حامد الغزالی، المستصفی، تحقیق: محمد عبد السلام عبد الشافی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، 1413ھ
- ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الامام شاطبی، فتاویٰ الامام شاطبی، محقق، ابو الاجفان، نہج الوازالوردیۃ، تونس، الطبعۃ الثانیۃ، 1985م،
- محمد بن حسن الجوی، الفکر السامی فی تاریخ الاسلامی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، 1995م
- ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الامام شاطبی، الموافقات، دار ابن عفان، الخبر، المملکۃ السعودیۃ العربیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1997م
- اسماعیل بن محمد امین البابانی، ھدیۃ العارفین، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، (س۔ن)
- احمد بابا التنبوکتی، نیل الابتھاج، منشورات دار الکتب، طرابلس، الطبعۃ الثانیۃ، 2000م

حوالہ جات

---

[1] ابو حامد الغزالی، المستصفی، تحقیق: محمد عبد السلام عبد الشافی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، 1413ھ، ج:1، ص:286

[2] ایضاً، ج:1، ص:174

[3] ابو حامد الغزالیؒ، المستصفیٰ، ج:1، ص:174

[4] ایضاً، ج:1، ص:179

[5] ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الامام شاطبی، فتاویٰ الامام شاطبی، محقق، ابو الاجفان، نہج الوازالوردیۃ، تونس، الطبعۃ الثانیۃ، 1985م، ص:32

[6] محمد بن حسن الجوی، الفکر السامی فی تاریخ الاسلامی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، 1995م، ج:2، ص:291

[7] ایضاً، ج:2، ص:292/ اسماعیل بن محمد امین البابانی، ھدیۃ العارفین، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، (س۔ن)، ج:1، ص:18/ احمد بابا التنبوکتی، نیل الابتھاج، منشورات دار الکتب، طرابلس، الطبعۃ الثانیۃ، 2000م، ص:50

[8] ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الامام شاطبی، الموافقات، دار ابن عفان، الخبر، المملکۃ السعودیۃ العربیۃ، الطبعۃ الاولی، 1997م، ج:2، ص:9

[9] الموافقات، ج:2، ص:8،7

[10] ایضاً، ج:2، ص:8

[11] ایضاً، ج:2، ص:9

[12] الموافقات، ج:2، ص:17

[13] ایضاً، ج:2، ص:18،17

[14] ایضاً، ج:2، ص:20،19

[15] الموافقات، ج:2، ص:20

[16] ایضاً، ج:2، ص:21

[17] الموافقات، ج:2، ص:22

[18] ایضاً، ج:2، ص:23،22

[19] الموافقات، ج:2، ص:25،24

[20] ایضاً، ج:2، ص:101

[21] ایضاً، ج:2، ص:109

[22] الموافقات، ج:2، ص:171

[23] ایضاً، ج:2، ص:175

[24] ایضاً، ج:2، ص:178

[25] ایضاً، ج:2، ص:178

[26] ایضاً، ج:2، ص:214،213،212

[27] ایضاً، ج:2، ص:289

[28] ایضاً، ج:2، ص:290،289

[29] ایضاً، ج:2، ص:292

[30] ایضاً، ج:2، ص:295

[31] الموافقات، ج:2، ص:298

[32] ایضاً، ج:2، ص:299

[33] ایضاً، ج:2، ص:300

[34] ایضاً، ج:2، ص:300

[35] ایضاً، ج:2، ص:303،302

[36] ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الامام شاطبی، الموافقات، دار ابن عفان، الخبر، المملکۃ السعودیۃ العربیۃ، الطبعۃ الاولی، 1997م، ج:3، ص:9،8،7

[37] ایضاً، ج:3، ص:24،23

[38] ایضاً، ج:3، ص:28

[39] ایضاً، ج:3، ص:34

[40] ایضاً، ج:3، ص:38،37

[41] ایضاً، ج:3، ص:42